مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

الحمد للہ کہ حضرت اقدس کی طبیعت اچھی ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اس میں ہر طرف سے احباب کے عریضے باستدعائے دُعا غیر معمولی کثرت سے آرہے ہیں۔ حضور بھی ان دنوں میں دعاؤں پر خاص توجہ مبذول فرماتے ہیں۔ افراد جماعت کی گوناگوں دینی و دنیوی حاجات اور وقتی و مقامی ضروریات کے علاوہ ایک ہی بات ہے۔ جس کی زیادہ تر حضور کو ہر دم لَو لگی رہتی ہے وہ یہی کہ کسی طرح اسلام کا بول بالا ہو۔ حق کی تائید و نصرت ہو اور خدا کے برگزیدہ مسیحؑ کا نام مبارک دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جائے۔ ہمارے احباب بیرونجات کو بھی باتباع امام عالی مقام (ایدہ اللہ) ماہ رمضان المبارک میں اسی مقصد کی دعائیں خاص اہتمام اور تضرع سے مانگنی چاہئیں۔

جیسا کہ حضور نے پچھلے خطبہ جمعہ ۲۳ جولائی میں بھی تاکید فرمائی تھی۔

قبر مسیحؑ کا حضرت کی مجلس میں ذکر تھا۔ فرمایا آج اگر اس حقیقت کا پورا پورا انکشاف بھی ہو جائے تو اتنا فائدہ نہیں دے سکتا۔ دنیا کی آنکھیں تو جب کھلیں گی۔ کہ ایک وقت انشاء اللہ خود مسیحی قوم کے بڑے بڑے مقتدر اشخاص مسیح موعود کی اس تحقیقات کو دو اور دو چار کی طرح مان کر بول اٹھیں گے کہ واقع میں حضرت مسیح تو وفات ہی پا چکے تھے۔ ہم ناحق دو ہزار برس سے اس غلط عقیدہ پر جمے رہے کہ وہ زندہ ہیں وغیرہ (مفہوم بالفاظ راقم)

روزہ کشائی۔ ۲۷ کو مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے ۲۸ کو حضرت ام المومنین کی جانب سے۔ ۲۹ کو چودھری حاکم علی کی طرف سے۔ ۳۰ کو مولوی شیر علی صاحب کی طرف

سید احمد نور صاحب کابلی مہاجر دار الامان قادیان کے نام سے احمدی برادری کے بیشتر افراد واقف ہونگے آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم خدام مخلص میں سے ہیں۔ آپ کا تجارتی کاروبار مدینۃ المسیح میں ماشاء اللہ اچھا چلتا ہے۔ بلحاظ اخلاق و عادات کے بھی خدا کے فضل سے احمدیت کا قابل تعریف نمونہ ہیں آپ کی سابقہ اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اب پھر خانہ آبادی کی فکر ہے۔ جو بھائی اپنی دختر نیک اختر ان کے نکاح میں دینگے امید ہے کہ انشاء اللہ اس رشتہ کو مبارک پائینگے حضرت امام محترم (ایدہ اللہ بنصرہ) نے بھی اخبار میں تحریک کرنے کی سفارش فرمائی ہے۔ مولا کریم کارساز ہو۔ آمین

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شایع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

واللہ علیٰ ما اقول شہید

میرے اللہ! مجھے پھر شہادت کے لئے تیرے حضور میں بلایا گیا ہے۔ مینے جس مقام پر کھڑے ہو کر تیرے سامنے پہلے شہادت دی ہے۔ اگر محض تیری ذات پاک تک ہی میرا معاملہ سمجھا جاتا تو کافی تھا کہ مجھے تیرے حوالہ کر دیا جاتا اور خاموشی اختیار کی جاتی "پدر نتواند پسر تمام کند" کے فقرہ پر میری نیت کی صراحت ہو جانے کے بعد قلم نہ اُٹھایا جاتا۔ مینے اپنی پہلی عرضداشت میں اپنی طرف سے نیت کے صاف کرنے اور سلیم العقل انسانوں کو سمجھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ مینے اپنی مراد کو ظاہر کر دیا تھا۔ اور یہ عذر بھی ساتھ ہی کر دیا تھا کہ اگر کوئی میری نیت کو دوسرے معنی پر زبردستی لے جانا چاہتا ہے تو اس کا اختیار ہے۔

میرے خدا تو جانتا ہے کہ میری یہ خواہش نہیں کہ کوئی سلسلہ مضامین چلاؤں تو میرے دل کو دیکھ رہا ہے کہ میں خوشی سے اس میدان میں نہیں آنا چاہتا۔ جسمیں پرجوش مضمون آرا مجھے لانا چاہتے ہیں وہ جو ایسے مضامین کے شائق ہیں۔ اور اس میدان میں اپنے آپ کو پختہ کار سمجھتے ہیں۔ اور جن کا جوش کسی طرح بھی کم نہیں ہوتا۔ میں ان کے زبان اور قلم کو کس طرح روک سکتا ہوں۔ انکی تیاری جس فخر و ناز سے ہوتی ہے وہ انکی استعداد پر منحصر ہے۔

محمود وقت کی مخالفت کا جن کو تو نے جوش بخشا ہے وہ میری مستمندانہ معروضات پر کب غور کر سکتے ہیں تو خوب جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ ان کے لئے جس ٹھوکر کا باعث ہوا ہے وہ ٹھوکر انہوں نے خود کھائی ہے اور خود پیدا کی ہے۔ ورنہ مسیح موعود کا اتباع کون نہیں جانتا کہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی اتباع ہے۔ اور آپ کی نبوت حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت ہے۔ کون کہتا ہے کہ آپ کی نبوت جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی الگ نبوت ہے؟ افسوس ہے کہ مسئلہ نبوت پر لفظی نزاع پیدا کرنے والوں نے شور تو بہت مچا رکھا ہے مگر حقیقۃ النبوۃ میں مقام نبوت کا جو صاف صاف فیصلہ ہو گیا ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے "پدر نتواند پسر تمام کند" کی شل میں خواہ مخواہ نبوت کی بحث کو لے آنے سے میرے عقیدتمند دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے لاحاصل غلط مبحث کیا ہے۔ مسئلہ نبوت کا نہ اس فقرہ سے کوئی تعلق ہے نہ یہ مسئلہ محمود وقت کا پیدا کردہ مسئلہ ہے نہ ترقی اسلام کی خدمت میں جو نبی اللہ کی ماتحتی میں اس نے اُٹھائی ہے اس کا دخل ہے۔ اس کارروائی میں جو وہ نبی اللہ کا خلیفہ ہو کر کر رہا ہے اس کا صرف اتنا ہی تعلق ہے جو فاروق اعظمؓ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ اگر ترقی اسلام کا فاروقی زمانہ محمدی زمانہ نبوت کے مقابلہ میں اس کی نبوت کی شان کو بڑھانے والا ہے تو اسی طرح فضل عمر کا زمانہ مسیح موعود کے زمانہ کے مقابلہ میں ترقی اسلام کا چہرہ دکھلانے والا ہے۔ اگر اس فقرہ کا کچھ تعلق ہے تو اسی حد تک۔ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا مقام بجائے خود ہے۔ محمود وقت کو حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ناقصہ کو نبوت کاملہ قرار دینے کا الزام دینا ناانصافی ہے۔ خدمت اسلام کے لحاظ سے جو تعلق محمود وقت کا ہے وہ صرف یہی ہے جس کو وہ حدیث واضح کرتی ہے۔ جو صحیح بخاری کی کتاب قیامت باب خصائل اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان ہوئی ہے۔ حدثنا عبدان اخبرنا عبد اللہ عن یونس عن الزھری قال اخبرنی ابن المسیب سمع ابا ھریرۃؓ قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رایتنی علے قلیب علیھا دلو فنزعت منھا ماشاء اللہ ثم اخذ ابن ابی قحافۃ فنزع منھا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذھا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے ایک بار ایسا ہوا۔ میں سو رہا تھا مینے ایک کنواں دیکھا اُسپر ایک ڈول رکھا تھا (پہلے) مینے اس کنوئیں میں سے چند ڈول نکالے جتنے اللہ کو منظور تھے بعد اس کے ابو بکر نے اسکو لیا۔ انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر ناتوانی کے ساتھ۔ اللہ انکی ناتوانی کو معاف فرماوے۔ پھر وہ ڈول ایک چرسہ ہو گیا عمر نے اس کو لیا مینے ایسا شہ زور پہلوان نہیں دیکھا جو ان کی طرح کھینچتا ہو۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا وہ مقام جو یہ حدیث قائم کرتی ہے۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ترقی اسلام اور حضرت ابو بکر کے زمانہ ترقی اسلام کے ساتھ فاروق اعظم کے زمانہ ترقی اسلام کا مقابلہ ہے اور یہ وہی سنت الٰہی ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے خود الوصیت میں اشارہ فرمایا ہے جس کا ذکر میری پہلی عرضداشت میں مفصل ہے۔ اور حضرت نور الدین اعظمؓ نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جہاں ۱۹۰۹ء کے عید کے موقع پر احباب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اور یہ انکے خطبہ کے آخری الفاظ ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابو بکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے۔ دیکھو الحکم نمبر ۲۰/۲۱ جلد ۱۹ مورخہ ۲۸ مئی/۷ جون ۱۹۱۵ء۔ اگر اب بھی "پدر نتواند پسر تمام کند" کے معنے سمجھ میں نہ آئیں تو ایسی سمجھ کا علاج خدا ہی کرے مسئلہ نبوت کی جو ترتیب محمود وقت نے حقیقۃ النبوۃ میں قائم کی ہے اور جس لطافت اور خوبی سے یہ مسئلہ طے ہوا ہے۔ اظہر من الشمس ہے یہ مسئلہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر ہی منحصر ہے اور جو کچھ ہے سب الہامات کی بنا پر ہے اگر نبوت ناقصہ سے نبوت کاملہ ہوئی ہے تو خود مسیح موعود کے اپنے اقرارات اور تصریحات سے۔ اگر محدث سے آپ نبی بنے ہیں تو خود اپنے پر زور دعاوی سے جن کے ثبوت میں الہامات موجود ہیں مسیح موعود کی نبوت کو محمود وقت نے کیا کامل کرنا تھا یہ تغیرات وہ محمود وقت کے ذمہ کیوں لگاتے ہیں اس صداقت کے انکشاف میں حضرت مسیح موعود نے جو جو طریق اختیار کیا ہے اور جس جس طرح گھٹایا بڑھایا ہے اسکی تصریحات آپ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ محمود وقت نے صرف اتنی خدمت کی ہے کہ ان حوالجات اور تصریحات کو مختلف مقاموں سے اُٹھا کر ایک احسن اور ابلغ ترتیب سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اور اس کا نام حقیقۃ النبوۃ رکھدیا ہے۔ پس اگر اس ترتیب حوالجات کا نام نبوت کو کامل کرنا ہے تو اس کا الزام حضرت محمود وقت پر نہیں ہے یہ تو خود مسیح موعود کا ساختہ پرداختہ ہے۔ اور اگر اسی پر نزاع ہے کہ حوالجات کو کیوں ایک ترتیب خاص سے کتاب میں درج کیا اور اس کو کیوں شایع کیا اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو یا کسی دوست کو ناراضگی ہے۔ تو اس ناراضگی کا علاج محمود وقت کے اختیار میں نہیں جس کو

توفیق مل گئی۔ اس نے اس ترتیب کو سمجھ لیا۔ اور خود حوالہ جات کو اصل کتابوں میں دیکھ لیا مقابلہ کر لیا۔ اور اس نزاع لفظی سے نجات پا گیا۔ جس میں پُرجوش احباب مبتلا ہیں۔ اور کسی طرح بھی اس گرداب سے نکلنا نہیں چاہتے یا نکلنا مناسب نہیں سمجھتے۔ میرا خدا تو ہی جانتا ہے کہ وہ کیوں بار بار تبدیلِ نبوت الزام دیتے ہیں اور کیوں حضرت مسیح موعود کی تصریحات اور تشریحات سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظل نہیں اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کاملہ تامہ ہے تو ظل بھی کاملہ تامہ ہے جب اصل میں نقص نہیں تو ظل میں کیوں نقص ہونے لگا۔ جب آنیوالا مسیح بہرحال نبی اللہ ہے۔ اور وہ نبی اللہ مسیح اسرائیلی نہیں بلکہ مسیح محمدی ہے تو نبی اللہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں خواہ کوئی احمدی ہو یا غیر احمدی۔ اگر غیر احمدی کے عقیدہ کی بنا پر کسی آنے والے مسیح کے قائل ہیں تو وہ نبی اللہ کے ہی قائل ہیں آنا تو نبی اللہ ہی ہے نہ اس کا غیر۔ جس صورت میں مسیح اسرائیلی فوت ہو چکا ہو اور آنیوالا مسیح امت محمدیہ کا ایک کامل فرد ہے اور ہر ایک احمدی کا جس نے حضرت میرزا غلام احمد کو مسیح مان لیا ہے یہ عقیدہ ہے تو ساتھ ہی اس کی نبوت بھی ایک جزو لاینفک ہو۔ پس اگر وہ مسیح ہے تو نبی اللہ بھی ہے۔ رہا سوال ناقص و کامل کا۔ اگر مسیح موعود نبی اللہ ہے۔ اور اس کی نبوت دوسرے انبیاء کی طرح براہ راست نہیں۔ اور اگر وہ وہ عیسیٰ یا مسیح نہیں جو براہ راست نبوت پانے والا ہو۔ اور اس کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل نبوت سے قائم ہوئی ہے جو خاتم النبیین ہو۔ اور جس کے لئے رجال اُمت کا جسمانی باپ ہونے سے انکار کیا گیا ہے ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم۔ مگر رُوحانی نسبت کو قائم رکھ کر فرمایا گیا ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین تو پھر اس مقام پر اُمت میں سے کھڑا ہونیوالا یا مبعوث ہونیوالا مرد رسالت اور نبوت محمدیہ کی رُوحانیت میں کیوں کامل نہیں۔ پس نبوت محمدی سے فیض یافتہ ہونے کے لحاظ سے وہ رُوحانی تعلق نبوت میں کامل ہو ناقص نہیں ہے مگر ہے یہ وہی نبوت جو پہلے انبیاء کو براہ راست ملتی رہی اور خاتم النبیین کے بعد وہ بند ہو چکی اور اب اسی رنگ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے ملی۔ اور اسی مقام پر حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام ہے۔ لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعہما الا اتباعی۔ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میرے اتباع کے سوا ان کو کوئی چارہ نہ ہوتا۔ پس جب فیصلہ کا مدار اسی پر ہے تو پھر مسیح موعود کی نبوت کی حقیقت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل نبوت کی حقیقت سے جُدا قرار دینا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ سمجھ کا پھیر پڑ گیا ہے ورنہ کیا محمدؐ اور مسیح متبوع کامل اور تابع کامل ہونے کے لحاظ سے کسی نقص کے مقام پر رکھے جا سکتے ہیں جب استاد کامل ہے تو آخری زمانہ کا شاگرد بھی کامل ہے بلکہ بعینہٖ اسی کا وجود ہے۔ اور یہ وہ آخری رجل یا مرد ہے جسکو خود خدا نے یقینی الہامات سے بار بار ممتاز کیا اور جس کا استاد کامل نے پتہ دیا۔ اور جس کو لما یلحقوا بہم کی تعلیم و تزکیہ کے لئے اپنا وجود قرار دیکر آخری زمانہ میں اُمت کا ایک فرد کامل ظاہر فرمایا۔ سمجھنے کے واسطے اگر واقعی سمجھنا ہو تو اسقدر سرگردانی کی ضرورت نہیں۔ محمود وقت کی یہی تقید ہے جو نبوت مسیح موعود کے متعلق آپ نے حقیقۃ النبوۃ میں فرمائی ہے ٭

مسیح موعود کی نبوت کو اس مقام پر تسلیم کر کے جو شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرنے سے قائم ہوتی ہے وہ مُسلمانوں کو ایک جدید روحانیت سے فیضیاب کرتی ہے۔ اسلام میں ایک تازہ زندگی کے آثار نظر آتے ہیں اور مردہ اسلام جہاں سے رخصت ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی عملی پابندی کا مقام قائم ہو جاتا ہے۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل نبوت اس کے کامل ظل سے ظاہر ہو کر اور اس کی گریبان سے سر نکالکر دنیا کو زندہ اسلام کی روشنی دکھلاتی ہے۔ کیا اس روشنی کا ثبوت خلافت ثانی کے مبایعین میں فرائض اسلام کی کامل پابندی اور پوری مواظبت سے شب و روز ہو نہیں رہا ہے۔ نمازوں کی پابندی قرآن کریم کا درس حدیث نبوی کی تعلیم۔ پنج ارکان اسلام کی عملی شان جس بقید خاص سے قادیان کی ارض حرم میں نمودار ہو رہی ہے کسی سلیم العقل انسان کو ایک منٹ کے واسطے بھی اس وہم کا موقع دے سکتی ہے کہ مسیح کی نبوت کی قائل ہونیوالی قوم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ رسول اللہ وخاتم النبیین کی ہدایت ذاتی اور سنت نبوی سے ایک قدم بھی ادھر اُدھر ہے۔ جن کی رات اور دن کی زندگی کا ایک لمحہ بھی حضرت مسیح موعود کے آقا اور سردار اُمت کی اتباع سے خالی نہیں۔ پھر خواہ مخواہ زبردستی ان کو بے بنیاد اعتراضات کے نیچے لانا تجاہل عارفانہ نہیں تو اور کیا ہے۔ پدر نتواند پسر تمام کند کی صحت حضرت محمود کی ان کارروائیوں سے علانیہ ہو رہی ہے۔ جو ترقی اور اسلام کے متعلق شرقاً مغرباً جنوباً شمالاً میں جاری ہیں۔ مسیح باپ کا بیٹا یادگار بنکر اس کی روشنی کو جو اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ اس امن کی سلطنت اور علمی بادشاہت میں گورنمنٹ کے سلامتی بخش اور پُرامن قوانین کی رعایت کے ساتھ درست کر رہا ہے۔ اور مسیح محمدی کو پیش کر کے اپنوں اور بیگانوں کو اسلام کی طرف بُلا رہا ہے۔ قادیان کے در و دیوار اس امر کے گواہ ہیں کہ اسلامی اذان کی بلند آواز اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کو ادا کرتے ہوئے فضاء عالم میں گونج رہی ہے۔ قرآن خوانی اور تہجد خوانی کی محبت میں خدا کے بندے محو ہو رہے ہیں اور خاص عجز و نیاز سے ترقی اسلام اور اصلاح حال مسلمانان کے واسطے دعاؤں میں مشغول ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کے معتقد تو اس رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور وہ جو غیر معتقد ہیں اور اشاعت اسلام کے دل دادہ ہیں وہ ان کارروائیوں کے نابود کرنے میں مشغول ہیں۔ میرے ذوالجلال خدا یہ فیصلہ اب تیرے ہاتھ میں ہے ٭

اس تغیر جدید میں جو احمدی قوم میں پیدا ہوا میرا بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ اور ارض حرم سے جُدا ہونے والی جماعت کے چند افراد کے ساتھ ابتداءً شامل حال ہونے کو عجیب عجیب پیرایوں میں ظاہر کر کے مجھ پر نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ میرے علیم خدا تو ہر حال میں میری نیت کا شاہد رہا ہے بیشک میں نے ان کی نیکی کو برباد اور گناہ کو لازم نہیں کیا میرا ان کا وہ تعلق جو اختلاف سے پہلے تھا اس کا تقاضا تھا کہ میں انکی ہمدردی کرتا۔ نیز باہمی نقار۔ نفرت اور حقارت کے رفع داد کے لئے ابتدا میں شمولیت اختیار کی اور نیک دل اور نیک نیت لیکر شامل ہوا۔ میری تقریروں کا بھی اس وقت یہی منشاء تھا۔ جبکہ دونوں پارٹیوں کے بزرگ شامل تھے میری تقریر کو اس وقت پسند کیا گیا۔ اور دونوں فریق کے بعض بزرگوں نے معقول سمجھا۔ میں اب بھی اقرار کرتا ہوں اور انکار نہیں کرتا کہ میں نے انکی محبت کی قدر کی۔ اور پُرانے دوستوں کی دلجوئی

کے لئے کھڑا ہوا۔ میرا مقام دوستوں کو بخوبی معلوم ہے کہ اس وقت اہل بیت مسیح موعود اور خاندان نبوت کے لئے عزت و ادب کا تھا۔ اور اس پاک خاندان کی محبت میرے قلب میں جاگیر تھی۔ اور میں اس وقت بھی اس نفرت اور حقارت کو پسند نہیں کرتا تھا جو بعض پرجوش طبائع میں محسوس ہو رہی تھی میرے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے حضرت مولوی محمد علی صاحب سے چند احباب کی موجودگی میں جب وہ ایک الگ کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے یہ سوال کیا تھا کہ کیا صاحبزادہ صاحب میاں محمود کی قابلیت میں علمیت میں اور اہلیت میں چال چلن میں آپ کو کوئی شک ہے تو انہوں نے صاف طور پر فرمایا کہ نہیں تو پھر دوسرا سوال میرا یہ تھا کہ آپ بیعت کیوں نہیں کرتے اسکے جواب میں انہوں نے یہ فرمایا کہ میرا دل نہیں کرتا۔ اس پر سردار محمد عجب خان صاحب نے جو پاس کھڑے ہوئے تھے یہ فرمایا کہ اس گفتگو کی کچھ ضرورت نہیں۔ الوصیت قایم ہونی چاہیئے جس پر میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ الوصیت قائم کر لو۔ چونکہ اس اختلاف سے بیشتر آخر ایّام جلسہ دسمبر ۱۹۱۳ء میں جب جلسہ ختم ہو چکا تھا مولوی محمد علی صاحب سے میری گفتگو اسی امر خلافت کے متعلق قادیان میں ہو چکی تھی۔ اور اس گفتگو کے خاص طور پر درمیان آنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے پرائیویٹ ملاقات کی تھی۔ اور اس وقت بھی میرا منشاء یہ تھا کہ ان بزرگوں میں جو کچھ رنجش ہو وہ دُور ہو جائے۔ اور کوئی خلش باقی نہ رہے میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے جو ذکر کیا اس کا نتیجہ میری وہ ملاقات تھی جو میں نے مولوی محمد علی صاحب سے بھی تخلیہ میں کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی عزت اور ادب کا مقام میرے دل میں اس وقت بھی خاص طور پر تھا۔ اور ہرگز گوارا نہیں کرتا تھا کہ میرے ہم نشین دوستوں کو آپ سے کوئی نقار ہو چونکہ مجھے معلوم تھا کہ اس کا احساس حضرت صاحبزادہ صاحب کے قلب میں ہو۔ اس لئے میں نے نہ کسی کی تحریک سے بلکہ خود مولوی محمد علی صاحب سے اس کا تذکرہ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ حاضر ہو کر کیا۔ اور اس ملاقات میں انتخاب خلیفہ کا ذکر بھی آگیا مجھے بخوبی یاد ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے بہت اطمینان سے میری باتوں کو سُنا اور ہر پہلو سے مجھ کو تسلّی دی کہ ہمارا کوئی نقار نہیں ہے اور نہ ہمارا منشاء کوئی خلافت کرنے کا ہے بلکہ جب میں نے یہ الفاظ کہے کہ اب خاندان نبوت کے ممبر خدا کے

فضل سے بہمہ وجوہ لائق ہیں۔ تحریر و تقریر علمی لیاقت اور استعداد میں کوئی کمی نہیں۔ اور وہ اہل ہیں کہ سلسلہ سنبھالیں آپ پنجاب اور ہندوستان کی تبلیغ ان کے سپرد کریں اور خود لنڈن اور امریکہ کو جائیں۔ اور مسیح کے سلسلہ کی منادی کر کے قادیان کے دروازہ پر ان قوموں کو لا ڈالدیں تو مولوی صاحب نے اسکو تسلیم کیا۔ اور فرمایا کہ ہمکو اس میں کوئی عذر نہیں ہے۔ اور میاں صاحب کے خلیفہ تسلیم کرنے میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے ہم تو پہلے بھی تیار تھے کہ انکو خلیفہ تسلیم کریں چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ ہم تو میر ناصر نواب صاحب کو ساتھ لیکر ایک دفعہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور ان کو کہا تھا کہ ہم کو آپکے خلیفہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے مگر انہوں نے اس وقت خود پہلو تہی کی۔ میں مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب پر مطمئن ہو گیا۔ اور میں نے عرض کیا کہ آپ لاہور کے معزز احباب کو بھی سمجھا دیں۔ دوسری دفعہ جب میں قادیان سے رخصت ہونے لگا۔ پھر مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تاکید کی۔ اس وقت باہر نخ پر میں اور مولویصاحب بیٹھے تھے پھر بھی لاہوری معزز احباب کا ذکر کیا۔ اور مولویصاحب نے تسلیم کیا۔ اور سلام اور مصافحہ کر کے رخصت ہوا ابتدائی ایّام اختلاف میں میری شمولیت ایسے ہی تعلقات کی وجہ سے تھی۔ اور جو کچھ میں نے تقریر یا دل جوئی یا ہمدردی کی اسی خیال سے تھی۔ میرے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میرے دل کی اس وقت کیا کیفیت ہوئی۔ جب میری تقریر کے اور مولوی محمد علی صاحب کی تقریر کے بعد جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اُٹھ کر بڑے جوش سے مفارقت اور جدائی کی کارروائی کرنے کی تقریر کی۔ اور لاہور میں علیحدہ مشن کے قائم کرنے پر زور دیا۔ مجھے یاد ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور یہ عاجز پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کے طرز تقریر سے بیزاری ظاہر کی۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو خوب یاد ہے کہ میں نے ان سے کیا کہا۔ اور اصرار سے عرض کی کہ آپ اُٹھ کر ان کو روک دیں یہ بہت نامناسب طریق ہے جو یہ پیش کر رہے ہیں مولوی محمد علی صاحب نے اغماض فرما کر ٹال مٹول کیا۔ اور اپنی مجبوری ظاہر کی۔ اس وقت میں دل برداشتہ ہو گیا اور انکی کارروائی میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔ جلسہ برخاست ہونے پر میں اُسی دن لاہور سے واپس چلا آیا۔ اور تجدید بیعت کا

مصمم ارادہ کر لیا۔ اگرچہ برعایت قلوب بعض احباب متامل رہا مگر میں نے اپنے اس تغیر کا علانیہ ذکر شروع کر دیا اور میرے اس تغیر کی نسبت بعض احباب نے چرچا بھی کیا۔ جب دوسری دفعہ لاہور جانے کا اتفاق ہوا تو شیخ مولا بخش صاحب کو صبح کے ۵ بجے میں نے ان کے مکان سے ساتھ لیا۔ اور اسٹیشن سیالکوٹ پر ہم دونوں اکٹھے گئے۔ اسٹیشن پر پہنچ کر شیخصاحب نے مجھ کو کہا کہ کیا تم میاں صاحب کی بیعت کرنے لاہور سے ہی قادیان چلے جاؤ گے۔ میں نے نہایت صفائی سے انکو اثبات میں جواب دیا۔ اور میں نے انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کیا انہوں نے میرے ایسے صاف جواب کو ناگوار سمجھا اور کہا کہ میں ایسی صورت میں تمہارے ساتھ لاہور نہیں جاتا۔ مجھ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ تم مجھ سے علیحدہ ہو کر لاہور سے قادیان چلے جاؤ اور میں نہ جاؤں کیونکہ میرا ارادہ بیعت کرنے کا نہیں ہے۔ میں نے کہا آپ کی مرضی چنانچہ وہ اسی وقت اسٹیشن سے واپس ہو گئے۔ اور میں گاڑی پر سوار ہو گیا۔ مجھ کو اپنے تغیر کے اظہار میں کوئی تامل نہیں ہوا اگر پھر بھی مجھے مخالف احباب کی دلجوئی کا خیال رہا۔ میں نے اپنی نیت کا جو تھی کبھی اخفا نہیں کیا۔ چونکہ میں اپنے پرانے معزز احباب کے مشوروں میں صلاح کار چلا آتا تھا اور موافق ناموافق ہر دو لوگوں کے پیدا ہو جانے پر مجھے پہلے ہی احباب کی جانب سے اطلاع ہوتی رہتی تھی گاہ گاہ صدر انجمن کے اجلاسوں میں شریک ہونے سے اختلافی اُمورات پر باہمی شکر رنجیاں میں دیکھتا رہتا تھا اور مجھ بذریعہ خطوط بھی بعض اوقات احباب مشورہ طلب کرتے تھے۔ باوجود اس علم کے کہ میں اہل بیت حضرت مسیح موعود کی محبت رکھتا ہوں اور ان کا ادب مجھ کو ملحوظ ہے میرے معزز دوستوں کو مجھ سے اپنے دُکھوں کا اظہار کرنے میں اور اپنی خلاف مرضی واقعات پیش آنے پر مجھ سے مشورہ لینے میں تامل نہیں ہوا۔ ۱۹۰۹ء کا وہ واقعہ جو ایک بڑا معرکہ تھا۔ اور حضرت خلیفہ اوّل نور الدین اعظم کا وہ ارادہ پختہ ہو چکا تھا۔ جس کی اطلاع مجھ کو میرے لاہوری معزز احباب کے طول طویل خطوط سے ملی۔ میں نے اس خطرناک واقعہ کا دردِ دل سے احساس کیا۔ چونکہ معزز احباب اس فتوی سے جو انکی نسبت اخراج از سلسلہ کا دربار خلافت اول سے صادر ہونیوالا تھا سخت گھبرائے ہوئے تھے اس کے متعلق جملہ خط و کتابت جسمیں حضرت خلیفہ اول نور الدین اعظم کے بھی خطوط ہیں میرے پاس محفوظ ہیں جسکو بعض احباب نے مطالعہ بھی کیا ہے خلیفہ اول کے اس فتوی صادر ہونے کی دہمکی پر جو دا ویلا دوستوں نے

کیا ہو اور جس اضطراب کو ظاہر فرمایا ہے اُس سے نور الدین اعظم کی عزت کا جو مقام ان احباب کے دلوں میں ہے معلوم ہوتا ہے اس ربخ میں جو کلمات انہیں سے بعض دوستوں نے استعمال کئے تھے ان کو نامناسب سمجھا۔ اور حضرت مرحوم و مغفور خلیفہ اول کی شان کو اس سے بہت ارفع اور اعلیٰ سمجھا اور ان سے اتفاق نہیں کیا۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا جوش ان دنوں بہت بڑھا ہوا تھا۔ میں نے ان کو خط لکھا اور سمجھایا جو سمجھایا شاید میرا وہ خط ان کے پاس ہو گا۔ جس کے جواب میں انہوں نے اعتراف کیا اور عذر خواہی کی۔ ان کا یہ خط میرے پاس محفوظ ہے۔ باہمی ردّ و کدّ ہوتے ہوتے حضرت نور الدین اعظم کی ناراضگی فرو ہوئی۔ اور عید کے دن احباب کے سر سے خدا خدا کر کے یہ بلا ٹلی۔ اور انکی طرف سے معافی نامہ حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں پیش ہوا۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی خوشی مناتے ہوئے مبارکبادی کے خطوط احباب کی طرف سے آئے پس یہ زمانہ اور اس کے یہ واقعات اس موجودہ اختلاف شدید کی تمہید ہیں۔ باہمی تنفر اور نقار کی بنیاد پڑ چکی اور ضرور پڑ چکی۔ بد قسمتی سے اس کا علاج نہ ہوا یا نہ ہو سکا۔ خلیفہ کے اختیارات کا جھگڑا ابھی پرانا جھگڑا ہے۔ نور الدین اعظم کا نورانی دربار بھی اس بکھیڑے کی الجھن میں پھنسا ہوا ہے۔ دانشمند احباب بار بار اس کے تصفیہ کے متعلق اس پاک نفس انسان کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور وہ پند و نصائح سے کام لیتا ہے۔ غیر احمدیوں کی تکفیر بھی اسی نورانی دربار کے وقت کی تحقیقات سے ہے۔ اس مسئلہ سے اتفاق یا اختلاف بھی اسی وقت کی چھیڑ چھاڑ ہے۔ یہ رقابتیں پہلے سے پیدا ہو چکی ہیں جن احباب نے اب لاہور کو مدینۃ المسیح قرار دیا ہے انکی اس پوزیشن کو پہلے ہی بھانپ لیا گیا تھا۔ اور ان دوستوں کے یہ خیالات جو اس وقت اندرون قلب میں جاگیر ہو رہے تھے۔ کبھی کبھی سر نکالتے تھے مگر حضرت نور الدین اعظم کی بڑھی ہوئی طاقتیں اور مقتدرانہ علمی لیاقتیں ان کو دبا دیتی تھیں ان کے وعظ و پند بڑے زور شور سے ان کی تردید اور خلافت اور اس کے اختیارات کے برحق ہونے پر ہوتے رہتے تھے اگرچہ نور الدین اعظم نے اس آگ کے فرو کرنے میں اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اپنی ہمت خداداد کو مصروف کیا مگر یہ آگ بالکل فرو نہ ہوئی۔ اور اس کی چنگاری بھوبل میں دبی رہی۔ اس خدا کے بندے وسیع القلب انسان کے رخصت ہو جانے پر آخر کار خلافت ثانی کے طریق انتخاب اور پھر اس کے انعقاد نے سخت نفرت اور حقارت کا مقام لاہوری دانشمندوں کے دل میں قائم کر دیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب سب سے بڑھ کر اس خلاف پر مصر ہوئے۔ اور وہ چنگاری جو بھوبل میں دبی ہوئی تھی اس کو پھر سلگا کر تیز کر دیا گیا۔ اور اپنی پوری شدت میں یہ پرانا اختلاف ایک طوفان کی طرح اٹھا اور قوم احمدی میں ایک شدید زلزلہ آیا جواب تک پیچھا نہیں چھوڑتا۔ میں نے ابتدا میں بتقاضاء ہمدردی اس کو خفیف سمجھ کر نیک نیتی سے اس نزاع میں جو آیندہ سخت ہو جانے والی تھی کسی قدر حصہ لیا مگر جب اس نزاع کا پارہ باہمی آتش حسد کے تیز ہو جانے سے بڑھنے لگا تو مجھ کو میرے اللہ محض تیرا زبردست ہاتھ اسی طرف لے گیا۔ جس طرف مجھے جانا چاہیئے تھا۔ اس تو تو اور میں میں کے اندر بھی جو بعد میں پیدا ہو گئی میری ہمدردی کمزور ثابت ہوئی اور میری آواز نقار خانہ میں طوطی کی آواز کے مشابہ نظر آئی میں نے دوسری دفعہ لاہور سے واپسی پر اپنی علیحدگی کا اظہار کر دیا۔ اور دانشمندوں کے بڑھتے ہوئے جوش میں آیندہ شامل ہونا مناسب نہ سمجھا۔ اور میں نے افسوس کر کے جدائی اختیار کی۔ اور خلافت ثانی کی بیعت کو عدم بیعت پر ترجیح دی۔ اور مجھ کو میرے اللہ تو نے خود اس طرف کھینچا تو اپنے امر پر غالب ہوا۔ میری اس ارادہ کی اطلاع جب عام ہو گئی اور میں اس رات کو شیخ رحمت اللہ صاحب کے مکان پر سویا تھا۔ صبح کی نماز سے فراغت ہوتے ہی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب گھبرائے ہوئے مضطربانہ حالت میں تشریف لائے میں اپنی جا نماز پر ہی بیٹھا تھا اور کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے میاں صاحب کی بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ مجھ کو تو ساری رات نیند نہیں آئی بے قرار رہا ہوں میں نے ان کو یہی کہا کہ بیشک میں بیعت کروں گا مگر انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں بیعت نہ کروں انہوں نے اسوقت جسطرح گفتگو کی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے بیعت کرنے کو اپنے مشن کے لئے جو وہ قائم کرنا چاہتے ہیں ضرر رساں سمجھتے ہیں ایسا انہوں نے کیوں سمجھا یہ وہ جانیں مگر میں نے مناسب طریق سے اس کی تردید کی اور اپنے آپ کو اس مقام کا اہل نہ سمجھا جیسا کہ وہ سمجھتے تھے۔ میں نے کھلے دل سے ان کو اجازت دی کہ جو کام وہ کرنا چاہتے ہیں آزادی سے کریں میرے بیعت کرنے یا نہ کرنے سے اس کا کیا تعلق ہے۔ اور میری علیحدگی سے اس کو کیا صدمہ پہنچ سکتا ہے مگر وہ پھر بھی مصر ہوئے اور کہا کہ تم بالفعل شامل رہو میں نے کہا کہ بے شک شامل رہنے کی مثال بھی پہلے قائم ہو چکی ہے۔ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جبکہ خلافت کا امر زیر بحث ہوا ہے۔ اور انتخاب خلیفہ میں اختلاف ہوا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی اور شامل رہے مگر آخر کار انہوں نے بیعت کر لی۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے پھر چنداں اصرار نہیں کیا۔ اور دوسرا سوال مجھ پر یہ کر دیا کہ ہم حق پر ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا کہ میرے اس کہدینے پر کہ آپ حق پر ہیں آپ مطمئن ہونا چاہتے ہیں تو یہ بھی چنداں وقعت کے قابل بات نہیں ہے میں ایسا شخص نہیں کہ میرے کہدینے پر کہ آپ حق پر ہیں یہ بات عام طور پر مسلم ہو جائے مگر جو کام آپ اشاعت اسلام کا کرنا چاہتے ہیں اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ حق نہیں ہے۔ آپ لوگ اپنے زعم میں اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں اور یہ حق ہے مجھے اس بات کے تسلیم کرنے اور جس طرح آپ چاہیں ظاہر کرنے میں کوئی تامّل نہیں ہے اس پر شاہ صاحب نے کہا کہ تم جلسہ احباب میں چل کر یہ کہدو بس ہم اور کچھ نہیں چاہتے میں نے کہا کہ بہت اچھا یہ قرارداد ہو گیا۔ اور میں شاہ صاحب کے مکان پر حاضر ہو گیا۔ وہاں کچھ احباب بھی جمع ہو گئے۔ چھوٹا کمرہ تھا اور آدمی بھی معدودے چند تھے۔ میں نے کھڑے ہو کر اس قرارداد کے مطابق ذکر کر دیا اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اسوقت مجھے اپنے قدیمی احباب کی دلجوئی کی ضرورت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ مجھ سے بار بار بے قرار ہو کر التجا کرتے تھے باقی جو مسائل بعد ازاں بحث میں آئے ان کا فیصلہ میں اس وقت کس طرح کر سکتا تھا۔ اور انکی تسلّی صرف میرے فیصلہ سے کس طرح ہو سکتی جبکہ نور الدین اعظم کا فیصلہ انکی تسلّی کا باعث نہ ہوا۔ جس کے زیر سایہ ارض حرم میں چھ سال تک انکو خلیفہ برحق مانتے رہے۔ اور انکی خلافت کو الوصیّت کے خلاف جائز سمجھتے رہے اور اس خیال کی پرورش بھی اندر ہی اندر کرتے رہے کہ خلیفہ صدر انجمن کا مطیع ہے مطاع نہیں ہے میں نے یہ

بیعت غلطی سے کرلی ہے۔ اور اس اپنی غلطی کو یقینی سمجھ کر خلیفہ نورالدین کو برحق خلیفہ چھ سال مانتے رہے۔ اور اپنے آپ کو حق پر سمجھتے رہے اور خلیفہ کو ناحق پر۔ اور معاذ اللہ اس غلط کار خلیفہ کو یقین دلاتے رہے کہ ہم آپ کو خلیفہ برحق مانتے ہیں مگر جو نہی کہ اس نے آنکھیں بند کیں اور ہم سے رخصت ہوا۔ دانا دوستوں کو غلطی کی اصلاح کرنے کا موقع مل گیا۔ اور اس غلطی کی اصلاح میں جو کچھ ہوا ہوا۔ خیر دانا دوستوں نے غلطی کھائی تو کھائی۔ مگر کیا نورالدین اعظم نے کبھی ایک لمحہ کے واسطے بھی اس کو تسلیم کیا کہ اس کی خلافت الوصیت کے خلاف ہے۔ اور وہ درحقیقت خلیفہ نہیں ہے۔ اور نہ اس کا حق خلیفہ بننے کا ہے۔ اور چھ سال تک وہ باخدا انسان اپنی خلافت کو غلط اور خلاف الوصیت سمجھ کر سلسلہ احمدیہ کو دھوکہ دیتا رہا۔ العیاذ باللہ اب یہ ایسا گورکھ دھندا ہے کہ کسی طرح نہیں کھلتا۔ اگر ہم دوستوں کو حق پر سمجھ لیں۔ اور یہ قرار دیں کہ چھ سال تک ہمارے دوست غلطی میں مبتلا رہے۔ جس کا وہ کچھ چارہ نہ کرسکے تو پھر دوسری طرف نورالدین اعظم جیسے باخدا انسان کو یقینی طور پر غلط کار ماننا پڑے گا۔ اور قرار دینا پڑے گا کہ اس غلط کار انسان نے ناحق ضد کرکے مسیح موعودؑ کی جماعت کو چھ سال تک دھوکہ میں رکھا۔ اور زبردستی خلیفہ بن کر ان کو تعلیم دیتا رہا کہ میں خلیفہ برحق ہوں۔ اور خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ اور اس مسند خلافت پر بیٹھنے میں کسی کا ممنون نہیں ہوں۔ دیکھو وہ کلام جو بطور وعظ اس خلیفہ برحق نے عید کے دن ۱۹۰۹ء میں فرمایا۔ اسی خلافت کی نسبت کیا فیصلہ کیا۔ اور جنہوں نے خلافت کے برخلاف باتیں بنائیں۔ ان کی کس طرح خبر لی۔ اور پھر اس فتنہ کی آتش معافی مانگنے پر فرو ہوئی۔ جو معافی نامہ حق بجانب احباب نے پیش کیا۔ اور اپنی جان چھوڑائی۔ اگر مفصل دیکھنا ہو .. ..

تو دیکھو اخبار الحکم جلد ۱۹ نمبر ۲۰/۲۱ مورخہ ۲۸ مئی / ۷ جون ۱۹۱۵ء صفحہ ۲ و ۳ میرے دوست جو بار بار میری ابتدائی شمولیت کا ذکر کرتے ہیں مجھ سے اسی حق کا اظہار چاہتے تھے چونکہ ان کا اصرار تھا۔ اور بار بار تھا اسلئے میں نے اے میرے خدا تیرے حضور میں اظہار دے کر اقرار کیا ہے اور انکار نہیں کیا۔ اب ہر ایک متقی اور خدا ترس دل کو چاہیے کہ اقرار کرے انکار نہ کرے میرے بعض دوست جنکو مضمون آرائی کا شوق حد سے بڑھا ہوا ہے میرے پیچھے پڑ گئے اور انہوں نے خواہ مخواہ مجبوراً مجھ سے یہ اظہار دلایا۔ میں پہلی عرضداشت میں فیصلہ کرچکا تھا مگر میں کیا کروں کہ مجھے میرے پرانے عقیدتمند دوست نے آرام سے نہ بیٹھنے دیا اور چین نہ لینے دیا انہوں نے پیغام صلح کے جلد ۲ نمبر ۱۴۳ مورخہ ۸ جون ۱۹۱۵ء میں پیغام جنگ دیا۔ **میر صاحب کا حد سے بڑھنا** کی سرخی قائم کرکے ایک مضمون لکھکر اپنے آپکو اپنے ہمخیالوں میں سرخرو بنانا چاہا مبارک ہو مبارک ہو مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے پرانے عقیدت و اخلاص کو جو میرے ساتھ تھا بالائے طاق رکھکر دل کڑا کیا اور میری عرضداشت علیم بذات الصدور کو جو اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۱۳۹/۱۴۰ مورخہ ۱۳/۱۶ مئی ۱۹۱۵ء میں طبع ہوئی ہے غور سے نہ دیکھا اور نہ سمجھا۔ میں نے نیت کو اس میں بہت واضح کردیا تھا مگر ڈاکٹر صاحب میرے پرانے عقیدتمند دوست کو صبر نہ آیا بہت ناراض ہوئے جوش میں آگئے اور تقاضائے طبع سے جنکی انکو شکایت ہی ہے اور جسکی اصلاح کے لئے مجھ سے دعا کرنے کو بھی فرماتے رہے ہیں۔ بے سروپا مضمون لکھدیا نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ لیکر ہتھوڑا ضربیں لگانی شروع کردیں اور دل خراش استعارات سے قتل و قتال کے میدان میں اتر آئے۔ میں تو اول سے ہی دیکھ رہا ہوں کہ میرے مخلص عقیدتمند دوست اولاد مسیح موعود اور خاندان نبوت کے برخلاف شمشیر بکف ہو کر وقف ہو چکے ہیں مسیح موعود کی ذریت کے مقابلہ میں انکو اپنی وہ نسبت جو مولوی محمد علی صاحب سے بھی زیادہ پیاری ہے وہ مقام جس کے لحاظ سے مسیح موعود مرحوم و مغفور کے بعد آپکی پاک ذریت کے ساتھ عقیدت ہوئی تھی اور ایسے رشتہ داروں کے مقابلہ میں اس پاک نسل کا ادب قائم ہونا تھا اسکو نو سرے سے جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کیجا رہی ہے اور پیروں کی گدی پیروں کی گدی کا واویلا کیا جارہا ہے۔ خیر یہ تعلق انکو مبارک رہے۔ میرا تو خاندان نبوت سے کوئی جسمانی تعلق نہیں مجھے تو وہی روحانی نسبت ہے جس نسبت سے مسیح موعود خاتم النبیین کے بعد نبی اللہ بنا اور اس نبی اللہ کی یہ اولاد ہے اور اس نسبت سے یہ عزت محمد رسول اللہ صلعم کی عزت ہے اور جس نے اسکو رسول اللہ بنایا ہے اسکی یہ عزت ہے اور میرا یہی ایک الہی تعلق ہے اور غلامانہ تعلق ہے اور میرے لئے یہی کافی ہے ڈاکٹر صاحب کو دوسری مناسبتیں ہیں روحانی کامل نسبت تو اس اختلاف کے بعد شدت سے پیدا ہوئی ہے اور جسمانی نسبت خسر ہونے کی تو پہلے سے ہی ہے ایسی صورت میں اس عاجز کا ڈاکٹر صاحب سے کیا مقابلہ ہے میری اس ابتدائی شمولیت پر جو محض بہ تقاضائے ہمدردی میں نے احباب سے کی اور پھر میں آخرکار اسی نیک نیتی کی بنا پر علیحدہ ہوگیا ڈاکٹر صاحب مجھے ایک ایسی تہمت دیتے ہیں جس کا مجھکو کیا بلکہ میرے معزز لاہوری احباب کو بھی احساس تک نہیں ہے کہ میں جو ان کے شریک حال رہا تو وہ کوئی خاص سازش تھی اور چونکہ مجھکو کوئی حصہ جسکی خواہش تھی نہیں ملا۔ اسواسطے میں اب انکو دھمکیاں دیتا ہوں۔ وہ کہ کیا میں پردہ اٹھادوں اور صاف کہدوں کہ انہوں نے کیوں ایسا کیا ہے۔ میرے اللہ ڈاکٹر صاحب کے رجماً بالغیب کو تو معاف کردے میں نے انکی خاطر اس اظہار میں کچھ کچھ پردہ اٹھادیا ہے جس دھوکہ میں ڈاکٹر صاحب خود پڑے ہیں اور مجھکو دھوکہ دینے والا خیال کرکے اپنے مضمون کے ناظرین کو اس دھوکہ سے نکالنا چاہتے ہیں اب میں نے موقعہ دیدیا ہے کہ وہ دھوکہ سے نکل جائیں اور اگر کسی کو پھر اسمیں کلام ہوگا تو وہ خط و کتابت جو ۱۹۰۹ء کی ابتک محفوظ ہے شائع ہوکر اس دھوکہ کو نکال دے گی جس کو میں نے محض اسلئے کہ یاران طریقت کی تحریریں اور رنجیدہ دلوں کے ذاتی دکھڑے کیوں شائع کئے جائیں حوالہ قلم نہیں کیا بہتر ہوتا کہ ڈاکٹر صاحب یہ مطالبہ مجھ سے نہ کرتے کیا ہوا کہ وہ اپنے آپکو پختہ کار اور پختہ قلم سمجھتے ہیں اور مجھکو خامی قلم کا الزام دیتے ہیں یہ فخر انکو مبارک رہے میں تیرے حضور میں اے خدا اقرار کرتا ہوں اور تو میرے دل کو خود دیکھ رہا ہے کہ میں اس بات کا شائق نہیں کہ مضمون آرائی کروں مجھ خام کار اور خام تحریر کو مجبوراً اس میدان میں لایا گیا ہے جسکے ذمہ دار ڈاکٹر صاحب علانیہ اور کوئی اور دوست خفیہ ہیں میں نے تیرے حضور میں شہادت دینی تھی دیدی یہاں وہ ارادت اور عقیدت بھی قابل ذکر ہے

جو ڈاکٹر صاحب کو تو نے کبھی پہلے میری نسبت بخشی تھی اور خواب شاید رخصت ہو گئی ہے اسکے ثبوت میں میں ایک پرانا خط نقل کر دیتا ہوں شائد ایسا ہو کہ ڈاکٹر صاحب نے میرے متعلق جو کسی وقت رویا دیکھا تھا یا تو نے دکھلایا تھا اور اسکی تعبیر انکو اسوقت معلوم نہ تھی اور اسکو ظاہر کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے اب اسکا انکو پتہ لگجائے کیونکہ موجودہ افتراق سلسلہ اور خلاف کے درمیان آنے سے اس خواب کے بہت سے پہلو روشن ہو گئے ہیں میںنے تو خواب کی تعبیر قبل از وقت اسی قدر سمجھی تھی کہ اس میں تیری کوئی مصلحت ہے اور اسکی اطلاع بھی ڈاکٹر صاحب کو دیدی تھی میں جس مقام کا آدمی ہوں وہ خدمت کا مقام ہے اور اسی کا میں اہل ہوں۔ اور خادمانہ رنگ میں ہی زندگی بسر کرنیکا خواہشمند مگر تو ہی جانے کہ میرے دوست کیوں مجھے خود ہی بڑھاتے رہے اور کیا سمجھکر بڑھاتے رہے وہ خوب جانتے ہیں کہ انکی خدمت میں میں نے کبھی اشارتاً کنایتاً بھی کسی عزت کی طمع نہیں کی اور نہ کسی منصب کی درخواست کی میں تو ہمیشہ انکا خادم ہی دوست رہا اور عاجزانہ دعاؤں کے سنت کو ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی کبھی ترک نہیں کیا جو کچھ انہوں نے مجھکو سمجھا خود سمجھا اور جو کچھ کیا خود کیا اگر میری حالت کے سمجھنے میں ان میں سے کسی نے غلطی کی تو خود کی اور اسکے وہی ذمہ وار ہیں حضرت نورالدین رضؓ اعظم کی بیعت کرنیکی غلطی میں اور اسکو خلیفہ برحق سمجھنے کے دھوکہ میں وہ چھ سال رہے اگر میری حالت کے سمجھنے میں بھی کوئی غلطی ہوئی تو وہ قابل شکایت نہیں اور اب اگر انہوں نے کسی وجہ سے مجھکو گھٹانا شروع کیا ہے تو اسکے ذمہ وار بھی وہی ہیں مجھکو خطرناک آدمی سمجھکر میرے ضرر سے وہ لوگوں کو بچانا چاہتے ہیں تو بیشک بچالیں مجھے کوئی شکایت نہیں چشم ما روشن دل ما شاد۔ میںنے تو پہلے ہی سے ان سے علیحدگی اختیار کرتے وقت جو تحریر شائع کی تھی اسمیں اپنا بُت جو انکے سامنے کسی عزت کے قابل تھا توڑ دیا تھا میرے قادر مطلق خدا تو خوب جانتا ہے کہ میں ایک ذلیل انسان ہوں اور وہ دانائی جو کسی دنیا دار کو پسند آوے وہ مجھ میں نہیں ہے اور میرا یہ اکثر وظیفہ رہتا ہے کہ تو میرا رب جلیل ہے میں تیرا عبد ذلیل ہوں۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تیرے حضور میں اپنے عمل کے جواب دہ ہیں میں تو دعا گو ہوں سنہ ۱۹۱۱ء میں جب وہ ایک ابتلا میں مبتلا ہوئے تھے اور اس مصیبت میں انکے دل کی حالت کا تو واقف تھا انہوں نے تیری درگاہ میں دعا کرنے کے لئے خطوط لکھے ہم لوگ اپنی عاجزی اور درماندگی کو پیش کرتے تھے اور دعا کرتے تھے وہ بھی ایک وقت تھا کہ میری نسبت وہ خوابیں دیکھا کرتے تھے اور کس عقیدت کی بنا پر ان کے دل کی میرے متعلق ایک حالت تھی اب انہوں نے میری نسبت جو فیصلہ کیا ہے اور جو ان کے دل کی حالت ہے تو ہی جانتا ہے مجھے انکی خدمت میں ان کا خواب پیش کرنا ہے اور یہ ظاہر کرنا ہے کہ اگر انکو اُسوقت دھوکہ نہیں لگا تھا تو اب پھر اسی دل کے ساتھ اس خواب کا سچا یا جھوٹا ہونا کسی طریق مسنون سے تجھ سے ہی دریافت کرلیں شاید میری نسبت انکو استخارہ کرنے سے یا استخارہ سے کوئی ایسا امر معلوم ہو جائے جو اس رؤیا کی سچی حقیقت کو ان پر واضح کردے بہر حال میں انکے رؤیا کو یہاں درج کرتا ہوں اور حضرت خلیفہ اول نورالدین رضؓ اعظم کی وفات کے بعد اس رؤیا کی جو تصدیق واقعات پیش آمدہ سے ہوئی ہے اپنی سمجھ کے موافق اسکی تطبیق کر دیتا ہوں شائد انکو یا کسی غور کرنے والی طبیعت کو فائدہ ہو اسکے بعد ڈاکٹر صاحب کا حق ہے کہ وہ خود اس خواب کی تعبیر کردیں اور جس گھاٹ پر مجھکو اتارنا چاہتے ہیں اتار دیں اور خدا سے ڈر کر اسکے نتیجہ کے منتظر رہیں۔ وہ رؤیا یہ ہے

نقل مطابق اصل

میانوالی۔ ۱۶ ؍ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

۷۸۶ ۔ مکرم و مخدوم حضرت شاہ صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ گرامی نامہ شرف صدور لایا مصلحتوں پر مولا کریم کی تقدیر کا ہونا سچ ہے لہذا رؤیا عرض کر دیتا ہوں۔

میںنے دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح نے چوہدری حاکم علی صاحب کو سیالکوٹ بھیجا ہے کہ شاہ صاحب کو یعنے آپکو فوراً لے آویں۔ ہم لوگ غالباً چھوٹی مسجد میں مفتی محمد صادق صاحب کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں آپکو چوہدری حاکم علی صاحب لے آئے ہیں مگر ریل پر نہیں بلکہ گھوڑے پر سیالکوٹ سے سیدھے قادیان آپ جسوقت تشریف لائے ہیں تو کمیت گھوڑے پر تشریف لائے آپکی تشریف آوری پر نمازیوں نے جو مفتی صاحب کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے نیت توڑدی مجھے یہ بات ناگوار ہوئی کہ نماز کی نیت توڑنا کیا معنے اگر حضرت مسیح موعود تشریف لے آتے تو خیر مگر شاہ صاحب کے تشریف لانے پر نیت کا توڑنا کیا معنے؟ اسپر مجھے بتلایا گیا کہ مسیح موعودؑ اگر خدا کا بنایا ہوا خلیفہ تھا تو یہ (یعنی شاہ صاحب) صحابہ کا بنایا ہوا خلیفہ ہے تفہیم یہ تھی کہ یہ بھی بڑا عظیم الشان انسان اور خلیفہ ہے خیر پھر دیکھتا کیا ہوں کہ مسجد کے سامنے ایک گہرا ہوا صحن ہے اور اس میں مولوی محمد علی صاحب اور ایک دو اور آدمی کھڑے ہیں۔ اور کچھ روشنی ہو رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت میںنے پوچھا کہ شاہ صاحب ان سے ملے کسی نے کہا ہاں حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہو گئے اور انہیں دفن بھی کر چکے شاہ صاحب کو سیالکوٹ سے اسی لئے بلایا تھا کہ تا خلافت کی امانت انہیں سپرد کریں چنانچہ اسی کا انتظار تھا شاہ صاحب کے پہنچنے پر انہیں خلافت کی امانت سپرد کی اور آپ دارالبقا کو تشریف لے گئے اسوقت میری زبان پر جاری ہوا۔ ہر کہ حامد گشت او محمود شد

بعد میں چوہدری حاکم علی آپکے سفر کے منازل کے عجیب غریب معارف سنا رہے تھے کہ مجھے بیداری ہو گئی اسوقت یہ مصرعہ

ہر کہ حامد گشت او محمود شد

میرے لئے عجیب سرور انبساط کا باعث تھا اور جب اسپر غور کرتا ہوں تو معرفت کا ایک دریا اُبلتا ہے سبحان اللہ و بحمدہٖ تعبیر اللہ جانتا ہے مگر آجکل کی پیچیدگیوں سے ڈر گیا تھا کہ مبادا اس رؤیا سے دوسرے لوگ کیا سمجھیں جناب کے فرمودہ سے کہ مولا کریم ہر مصلحت پر غالب ہے میں مطمئن ہو گیا مجھ میں ایک ایسی کمزوری ہے جس کے لئے بہت دعا اور استغفار کرتا ہوں مگر تا حال اس سے نجات نہیں ملی کئی بار سمجھتا ہوں کہ اب کلی نجات پا گیا مگر پھر گرفتار ہو جاتا ہوں لہذا دعا فرمائیں کہ مولا کریم اس سے اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات عطا فرمائے اور غفاری و ستاری کو کام فرمائیے . . .

. . . .

. . . .

خاکسار عاجز بشارت احمد عفی عنہ

تعبیر

یہ تو ظاہر ہے کہ یہ رؤیا ایک ایسے واقعہ کے متعلق جو حضرت مولوی نورالدین رضؓ صاحب خلیفہ اول کی وفات کے بعد امر خلافت کی بابت جماعت کو پیش آتا ہے اس رؤیا سے رؤیا دیکھنے والے کو اس امر کا تو یقین کر لینا چاہئے کہ مسیح موعود کے سلسلہ میں خلافت کا قائم ہونا ضروری اور مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کے بعد

خلیفہ ثانی کا منتخب ہونا اور قائم ہونا لازمی ہے اور کوئی انکار کرے تو کرے مگر رؤیا دیکھنے والے کو اس صداقت کا منکر نہیں ہونا چاہئے۔

(۲) حاکم علی کے درمیان آنے سے یہ مراد ہے کہ خلیفہ کا انتخاب حاکم اعلیٰ کے اختیار میں ہے جسکو وہ قائم کر دیگا وہی خلیفہ ہوگا کسی کی پسندیدگی یا عدم پسندیدگی کا اسمیں دخل نہیں۔

(۳) حامد کو حاکم اعلیٰ کی معرفت بلایا جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حامد کے متعلق بھی بعض صحابہ یعنے خاص افراد سلسلہ کا خیال ہوگا کہ وہ خلیفہ ہو جائے

(۴) تعبیر الرؤیا میں اسپ کمیت پر بیٹھنا قوت و بزرگی بادشاہ سے حاصل ہوتا ہے۔

(۵) چھوٹی مسجد میں بعض احباب کا اور آپکا مفتی محمد صادق کے پیچھے نماز پڑھنا اور پھر میرے پہنچنے پر نیت کا توڑ دینا امر خلافت میں تکرار و نزاع کا واقعہ ہونا ہے جو جماعت میں بعض افراد کے خلاف سے ہوئی اور اس خلاف میں بعض افراد کا میری طرف بھی خیال ہوا۔ مگر آپنے اس بات کو برا منایا۔ کہ میرے آنے سے نیت نماز کیوں توڑی گئی جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ احباب کی طرف سے اسوقت پر اگر میری کچھ عزت افزائی ہوگی تو آپ کو بری لگے گی یا آپ اسکو پسند نہ کریں گے چنانچہ واقعات نے جو اس اختلاف میں پیش آئے ایسا ہی ظاہر کیا ہے اور آپکا حال تو اب ظاہر ہو ہی گیا ہے کہ باوجود میرے ساتھ مخلصانہ عقیدت رکھنے کے آپنے میرے خلاف قلم اٹھا ہی لیا اور مجھکو متہم کیا اور میری میرے احباب میں قدر و منزلت آپکو ناگوار ہوئی اب یہ خدا کے اختیار میں ہے کہ آپکو بتلائے اور صحابہ یعنے احباب سلسلہ احمدیہ میں جو میری عزت وہ کرانا چاہتا ہے اسکا آپکو یقین دلائے۔

(۶) مسجد کے آگے ایک گھرا ہوا صحن ہونا اور اسمیں مولوی محمد علی صاحب اور ایک دو اور آدمی کا کھڑے ہونا اور کچھ روشنی کا ہونا اسپر دلالت کرتا ہے کہ وہ روشنی میاں محمود کی خلافت کی روشنی ہے جس کو مولوی محمد علی صاحب اور ایک دو آدمی اور انکے ساتھ کھڑے ہوکر مشاہدہ کرتے ہیں۔ مگر الگ ہیں اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

(۷) پھر میری نسبت حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد احباب کا توجہ کرنا اور مجھکو اپنے جلسوں اور مشوروں میں شامل کرنا اور مجھ سے تقریریں کرانا جس کا مفصل ذکر میری اس تحریر میں اپنے مقام پر ہو چکا ہے اس سے مراد انکے دل میں میری عزت و بزرگی کا احساس ہے جو انکو اسوقت ہوا اور ظاہر ہوا۔ یا کسی وقت میرے کرمفرما مہربان اور قدر دانوں کی طرف سے پیدا ہو مگر یہ سب کچھ قادیان میں ہی میری نسبت پیدا ہونے والا ہے نہ کہ لاہور میں کیونکہ میں باوجود ابتدائی شرکت کے پھر اوپر اوپر کمیت گھوڑے پر خلاف مرضی احباب لاہور حاکم اعلیٰ کی زبردست طاقت سے قادیان میں ہی حاضر کیا گیا اور آخرکار دوستوں کا حامد محمود ہو گیا یاں احباب میں انکا حامد ہوا مگر پھر محمود ہو گیا یعنے اپنی عزت و بزرگی اور فخر و جاہ کو جو احباب اسے دیتے تھے اسنے محمود پر قربان کر دیا اور حامد محمود جو پہلے دو تھے۔ وہ دوئی جاتی رہی اور حامد و محمود دونوں ایک ہو گئے۔

من تو شدم تو من شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

والی صورت پیدا ہو گئی۔ بیشک حامد علی رغم الف احباب محمود ہو گیا وہ نہ چاہتے تھے کہ وہ محمود ہو مگر وہ محمود ہو گیا اب وہ سرور جو آپکو بیداری پر ہر جا کہ حامد گشت اور محمود شد کے مصرعہ سے ہوا اور آپکے لئے عجیب سرور دانبساط کا باعث اسوقت تھا اب وہ میری حالت کا نقشہ ہے حامد کو محمود بننے سے واقعی ایک عجیب سرور ہوا شاید اب اسپر آپ غور کریں تو آپکے لئے معرفت کا دریا نہ اسکے مگر میں دعا کرتا ہوں کہ بہے مگر حامد کے دل میں تو محمود ہو کر ابلتا ہے اور ابھی خدا جانے کیا کیا لیلے گا میں بھی آخر میں سبحان اللہ و بحمدہ آپ کی زبان سے پڑھتا ہوں اور اگر کوئی تعبیر اس خواب کی اور ہے تو وہ خدا کے سپرد کرتا ہوں جن پیچیدگیوں سے آپ ڈرے کہ مبادا دوسرے لوگ کیا سمجھیں اور پیچیدگیاں اب ظاہر ہو گئیں اور جن لوگوں نے جو کچھ سمجھنا تھا سمجھ چکے اب حامد اطمینان سے شہادت دیتا ہے کہ مولا کریم کی مصلحت غالب آگئی خدا تعالیٰ آپ کی اس کمزوری کو جس کے لئے آپ دعا اور استغفار کرتے ہیں اور اس سے نجات نہیں پاتے دور کرے آپکا اسوقت یہ خیال کہ آپ نجات پائیں مگر پھر گرفتار ہونے سے تشویش میں پڑی ہیں

اب بھی آپکے لئے دعا کرتا ہوں کہ مولا کریم ہر ایک قسم کی کمزوری سے آپکو کلی نجات عطا فرمائے اور غفاری اور ستاری کو کام فرمائے اور ساتھ ہی اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور آپکو اپنے معاملہ میں فہم عطا کرنے کے لئے اپنے مولا کریم سے التجا کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ مجھے پھر کسی دوست کے بارہ میں قلم اٹھانے کی ضرورت نہ پڑے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عبرت

جہاں میں کسی کی خدائی نہیں | سوا اسکے حاجت روائی نہیں
بڑے سے بڑے ہو گئے پھر تو کیا | خدا سے تو بڑھکر بڑائی نہیں

بہت اس جہان میں بلائے گئے | بٹھائے گئے اور اٹھائے گئے
صفوں کی صفیں یوں لپیٹی گئیں | گئے پہلے پچھلے بسائے گئے
نہ کر اعتبار عزت و جاہ کا | مسافر ہے تو فکر کر راہ کا
یہ دنیا مقام فنا ہے ضرور | ہے نام آخر کو اللہ کا

خاکسار حامد

توبہ نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، حضور انور! آنجناب کی لاہور والی تقریر اور باقی مقرروں کی تقریروں نے میرے دل میں سے ہر ایک قسم کے شبہات دور کر دئے ہیں۔ اب مجھے حضور کے عقائد کے ساتھ کلی اتفاق ہے۔ اور میں حضور کا ویسا ہی تابعدار غلام ہوں۔ جیسا کہ پہلے تہا۔ اور جو کچھ میں نے اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۹ مئی میں مضمون لکھا ہے۔ اس سے تائب ہو کر حضور سے معافی کا خواستگار ہوں حضور میری بیعت قبول فرما دیں اور اس خط کو اخبار الفضل میں شائع کرا دیویں اور نیز حضور میرے حق میں دعائے خیر فرما دیں۔ فقط

حضور کا تابعدار غلام ۔ محمد مولاداد اول مدرس نشابدہ ۱۵ / ۲۸ جولائی

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب و غریب مشین بغرض خاص و عام کی سہولت کے لئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اسمیں میدہ بلہر سے ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اسکا استعمال کر سکتا ہے اسمیں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر دو سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں ارزاں اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کے لئے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین معدود عدد چھلنیاں ہوگی